آئینہ کے ٹکڑے

انتخاب احمد قریشی
محلّہ بساون گنج، امروہہ (یوپی)

سلمیٰ ابھی پوری طرح سے آنکھیں بھی نہ کھول پائی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ خاندان کے لوگوں نے رفتہ رفتہ کنارہ کرلیا۔ خدا کے علاوہ کوئی سہارا نہیں تھا۔ اس کی ماں شبنم کو محنت، مزدوری کرنے کے لیے گھر سے نکلنا پڑا۔ وہ جب کسی گھر کام کرنے جاتی، سلمیٰ کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاتی اور اس کو فرش پر بٹھا دیتی۔ رفتہ رفتہ وقت گزرتا رہا، سلمیٰ پانچ سال کی ہوگئی۔ شبنم کو اس کی پڑھائی کا خیال آیا۔ کچھ دور کے فاصلے پر اسکول تھا اس میں سلمیٰ کا داخلہ کرا دیا۔ شبنم مزدوری کے پیسہ سے گھر اور سلمیٰ کی پڑھائی کا خرچ چلاتی۔ سلمیٰ کو پڑھائی کا اتنا شوق لگا کہ کلاس میں فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوئی۔ شبنم مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی۔ پھر سلمیٰ کی پڑھائی پر اور زیادہ دھیان دینا شروع کر دیا۔ جب اس نے پانچویں کلاس کا امتحان دیا تو پورے اسکول میں فرسٹ آئی۔ پھر کیا تھا شبنم کی خوشیاں آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگیں۔ پانچویں کلاس کے بعد سلمیٰ کا ہائی اسکول میں داخلہ دلانے کے لیے پیسے ایک پڑوسی سے قرض لیے۔ داخلہ ہوجانے پر اس نے اور زیادہ محنت سے پڑھائی شروع کر دی۔ ہائی اسکول کے امتحان میں ٹاپ آنے کے بعد دوسرے کالج میں داخلہ لیا۔ اب سلمیٰ کی عمر سولہ سال کی ہونے لگی تھی۔ پوری طرح سے جوان ہوگئی، کالج کے لڑکے اس سے بات کرنے کی کوشش کرتے، مگر وہ کسی سے بات نہیں کرتی۔ شانو بھی محلّہ کا لڑکا اسی کالج میں پڑھتا تھا۔ وہ سلمیٰ کو دیکھ کر مسکراتا، یہ سلسلہ برابر چل رہا تھا کہ ایک دن شانو نے ہمت کر کے کہا کہ ہم ایک دوسرے کو چاہتے ہیں، مگر شرماتے ہیں۔ سلمیٰ سن کر خاموش ہوگئی۔ دوسرے روز شانو نے پھر ہمت کر کے سلمیٰ سے کہا کہ کب تک آپ شرماتی رہیں گی۔ ایسے کام نہیں چلے گا آؤ کالج کی کینٹین میں چائے پییں۔ سلمیٰ نے جواب دیا کل پییں گے۔ شانو کی بیتابی اور بڑھ گئی، کل ہونے کا بڑی بے قراری سے انتظار کرنے لگا۔

دوسرے دن سویرے سے کالج جا کر سلمیٰ کا انتظار کرنے لگا۔ کافی دیر کے بعد اس کو سلمیٰ نظر آتی دکھائی دی۔ پھر کیا تھا اس کا دل خوشی سے گدگدانے لگا۔ جیسے ہی وہ پاس آئی شانو نے اسے سلام کرنے کے بعد کہا ''چائے پینے کا کب خیال ہے؟''

اس نے جواب دیا ''انٹرویل میں'' کہتی ہوئی اپنے کلاس میں چلی گئی۔

شانو کی خوشی آسمان کو چھونے لگی۔ جیسے ہی انٹرویل ہوا وہ جلدی کینٹین کے باہر آ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی

دیر کے بعد سلمیٰ آتی دکھائی دی۔ دیکھتے ہی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ سلمیٰ نے قریب آتے ہی اس کو سلام کیا۔ پھر دونوں اندر کینٹین میں چائے پینے چلے گئے۔ چائے پیتے ہوئے شانو نے کہا ’اب کب ملوگی۔‘‘

سلمیٰ نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا: ’’ارے آپ نے تو ہم پر جادو کر دیا ہے، اب روز ملنے کو دل کرتا ہے۔‘‘ یہ سن کر شانو کا خوشی کے مارے برا حال ہو گیا۔ کل انٹرویل میں یہیں پر چائے پئیں گے۔‘‘

دوسرے روز بھی شانو کینٹین کے باہر کھڑا ہو گیا اور بیتابی سے اس کا انتظار کرنے لگا۔ انتظار کر ہی رہا تھا کہ سلمیٰ آئی اور فوراً اس نے آگے بڑھ کر سلمیٰ کو سلام کیا۔ سلمیٰ نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے کینٹین کی طرف بڑھنے لگی۔ شانو نے پوچھا: ’’چائے چلے گی یا ٹھنڈا‘‘ سلمیٰ نے جواب دیا: ’’آپ کی مرضی۔‘‘

شانو نے میز پر بیٹھتے ہوئے ویٹر سے کہا: ’’چائے اور نمکین وغیرہ جلدی لاؤ‘‘ ویٹر نے جلدی سے ناشتہ لگا دیا۔ دونوں اِدھر اُدھر اور کالج کی باتیں کرنے لگے۔ انٹرویل کا ٹائم ختم ہونے والا تھا۔ شانو نے کہا ’’اگر کل چھٹی کے بعد کہیں اور گھومنے چلیں تو اچھی بات ہوتی۔‘‘ سلمیٰ نے جواب دیتے ہوئے کہا: ’’یہ آپ کی مرضی ہے۔‘‘

شانو نے فوراً جواب دیا: ’’کالج کی چھٹی کے بعد کہیں اور چائے پئیں گے۔‘‘ سلمیٰ نے کہا: ’’ٹھیک ہے۔‘‘ یہ کہہ کر سلام کرتی ہوئی اپنے کلاس کی طرف چل دی۔

دوسرے روز کالج کی چھٹی کے بعد گیٹ کے باہر شانو انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی سلمیٰ پر اس کی نظر پڑی۔ اشارہ سے اسے اپنی طرف بلایا۔ سلمیٰ قریب آتے ہی سلام کرنے کے بعد بولی: ’’چلیے آپ کہاں چلتے ہیں۔‘‘ دونوں کالج سے دور ہوٹل میں چائے پینے چلے گئے۔ چائے پیتے ہوئے شانو نے کہا: ’’ان ملاقاتوں کے ذریعہ ہمارا پیار جلدی پروان چڑھ جائے گا۔‘‘ سلمیٰ نے مسکراتے ہوئے نگاہیں نیچی کر لیں۔ دونوں کا ملنے کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ شانو اور سلمیٰ کے گھر والوں کو ملنے کی بات معلوم ہونے لگی۔ پیار پروان چڑھ چکا تھا، دونوں نے گھر والوں کی باتوں پر دھیان نہیں دیا۔ ایک روز بھی اگر ملاقات نہیں ہوتی تو ایسا لگتا کہ صدیوں ہو گئے ملے ہوئے۔ آخر کار رفتہ رفتہ دونوں کی محبت کا محلّہ والوں کو پتہ ہونے لگا۔ ایک ہی برادری سے ہونے کی وجہ سے محلّہ والے کہنے لگے شانو اور سلمیٰ کی شادی دونوں کے گھر والے کرا دیں تو اچھی بات ہے۔ کچھ محلّہ کے خاص لوگوں نے شبنم اور شانو کے باپ کو سمجھایا۔ ان کی شادی جلدی کر دو شبنم اور شانو کے باپ کی سمجھ میں بات آ گئی اور جلد ہی شادی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر کیا تھا شادی ہونے کی بات سن کر دونوں کی خوشیاں بلندی پر جا پہنچیں۔ جیسے امتحان ختم ہوئے شانو اور سلمیٰ کی شادی کی تاریخ طے کر دی گئی۔ شادی ہونے کے بعد سلمیٰ شانو سے روز نئی سے نئی چیزیں لانے کی فرمائش کرتی۔ شانو ہر فرمائش کو پورا کرتا۔ ایک دن شانو نے سلمیٰ سے چلتے وقت کہا’’ آج آپ کوئی فرمائش نہیں کریں گی۔‘‘ سلمیٰ نے جواب دیا’’ آج اپنے لیے کوئی چیز لانا۔‘‘ شانو ہنستے ہوئے گھر سے باہر نکل گیا۔ شام کو جب گھر لوٹ رہا تھا تو اسے خیال آیا کہ سلمیٰ نے جاتے وقت کہا تھا کہ آج اپنے لیے کوئی چیز لانا۔ شانو کو یہ خیال آتے ہی اس کی نظر ایک آئینہ کی

دکان پر پڑی جو اشارے سے اپنی طرف بلا رہا تھا۔شانو اس کے قریب گیا بہت پسند آیا اور ایسا لگا کہ شاید میرے ساتھ جانے کو کہہ رہا ہے۔اس نے دکاندار کو آئینہ کی قیمت ادا کی اور گھر لا کر سلمیٰ کو دے دیا۔ سلمیٰ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔اسے ایسا لگا کہ آئینہ کہہ رہا ہے کہ میں سچائی کا دیوتا ہوں۔فوراً اس نے آئینہ کو صحن کی دیوار کے طاق میں رکھ دیا۔شانو روز چلتے وقت آئینہ کے سامنے کھڑا ہو کر بال بناتا۔ اپنے آپ کو سنوارتا۔شانو کے آئینہ کے دیکھتے وقت سلمیٰ بھی شانو کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی۔شانو کو روز آئینہ دیکھ کر اپنے سنورنے کی عادت سی پڑ گئی تھی۔سلمیٰ بھی چلتے وقت جانے سے پہلے آئینہ دیکھنے کے لیے کہتی اور مسکراتے ہوئے کبھی کبھی یہ بھی کہہ دیتی کہ ''آئینہ آپ کے لیے بیتاب ہے'' شانو یہ سننے کے بعد مسکراتا ہوا گھر سے باہر نکل جاتا تھا۔ شادی کو ہوئے کئی سال ہو گئے تھے۔ وہ اپنی زندگی کے سہارے کے لیے خدا سے دعا مانگ رہے تھے۔ایک دن خدا نے دعا قبول کر لی۔ایک ننھے منے نے گھر کو روشن کر دیا۔ پھر کیا تھا دونوں خوشی سے جھوم اُٹھے۔سلمیٰ نے اس کا نام شبو رکھا۔شانو کے جانے کے بعد دن بھر شبو کو پیار کرتی رہتی۔ شانو روز شبو کو آئینہ کے سامنے پیار کرتا اور دیکھتا کہ شبو کو پیار کرتا ہوا کیسا لگتا ہوں۔شبو کو پیار کرتے کرتے اس کی عمر تین سال ہو چکی تھی۔ایک رات سلمیٰ سوتے سوتے شانو کو لپٹ گئی۔

شانو نے فوراً چونک کر پوچھا:

''سلمیٰ کیا بات ہے''

کوئی خواب ڈراؤنا دیکھا ہے۔

سلمیٰ نے ہانپتے ہوئے کہا ''ہاں!''

شانو نے کہا ''کیا دیکھا ہے۔''

سلمیٰ نے بتایا ''ایک کالی گھٹا کے ساتھ بڑی تیزی سے آندھی آئی اور آپ کو اُڑا کر لے گئی۔''

شانو نے کہا: ''خواب سچے نہیں ہوتے''

سلمیٰ نے جواب دیا: ''کبھی کبھی خواب سچے بھی ہو جاتے ہیں۔''

شانو نے کہا ''چھوڑ و اس خیال کو سو جاؤ۔''

صبح ہوتے ہی شانو نے سلمیٰ کو اُٹھایا اور خود جلدی تیار ہوا۔سلمیٰ نے جلدی جلدی میز پر ناشتہ لگایا۔مسکراتے ہوئے چائے دی۔ بولی'' آپ شام کو جلدی گھر آجائیے گا۔ مجھے ڈر لگنے لگا ہے۔'' شانو چائے پی کر جلدی کرسی سے اُٹھا اور شبو کو گود میں لے کر آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر پیار کیا۔ پھر مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔سلمیٰ للچائی ہوئی نگاہوں سے مسکراتی ہوئی شانو کو باہر تک جاتے دیکھ رہی تھی، کچھ دیر کے بعد سلمیٰ اور شبو میز پر ناشتہ کرنے لگے۔اچانک کالی گھٹا کے ساتھ بڑی تیز آندھی آئی۔ آئینہ صحن کے طاق سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلمیٰ پر ایک سکوت سا طاری ہو گیا۔شبو فوراً بھاگ کر آئینہ کے ٹکڑے اُٹھا کر دیکھنے لگا۔ اس نے کہا ''امی ہر ٹکڑے میں تنہا نظر آرہا ہوں، آپ بھی دیکھیں تنہائی ہی نظر آئیں گی۔'' اتنے میں پڑوس کا ایک شخص آیا اس نے کہا'' آندھی کے سبب دیوار گری اور شانو اس میں دب کر ختم ہو گیا۔''

OO

OO